عائشہ عبدالرحمن بنت شاطی کی کتاب: "السیدہ زینب" کی منتخب روایات کا تحقیقی جائزہ

Research Review of Selected Narrations of the Book "Al-Sayeda Zainab" Written by Ayesha Abdur Rehman Binte Shat'e

مقالہ نگار: **سمعیہ عنایت**
پی ایچ۔ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف سیرت سٹڈیز، یونیورسٹی آف پشاور
123sumiyainayat@gmail.com
معاون مقالہ نگار: **ڈاکٹر مسرت جمال**
پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف عربک، یونیورسٹی آف پشاور

ABSTRACT

The full name of Binte Shat'e (1913-1998) is Ayesha Binte Abdur Rahman. She is known as Binte Shat'e because she started writing with this name. She was a prolific writer, poetess, historian and seerah writer. She was the first Female Muslim Professor of the Al-Azhar University (Egypt). She received a number of international awards for her research works, especially Shah Faisal literary award for her best Qur'anic writings. She wrote for many newspaper and journals. She wrote mostly on the females of the family of the Holy Prophet known as Ahle-Bait. Her famous books are the mother of the Prophet: Aamina Binte Wahab, the Wives of the Prophet, The Daughters of the Prophet and Al-Sayeda Zainab Binte Ali (RA). The last mentioned book discusses the Event of Karbala which took place in the 61 Hijra in the period of Umayyad's when Yazeed Bin Mua'awia (RA) was the emperor of the Muslim world. Binte Shat'e discusses on the one hand the event of Karbala and on the other hand the character of Al-Syeda Zainab. How she participated in this event for helping her brother Hazrat Hussain (R.A). She presented her sons for sacrifice too. The writer proves to be a scholar by discussing not only the direct event, rather she also mentions the indirect events relating to Karbala in one way or the other. While discussing the event, she has quoted some historical narrations without any critical analysis. She quoted Quran and Hadithe too. This research papers present a critical view of the selected narrations of the book Al-Sayeda Zainab so that weak and fabricated things could be pointed out as they are very much famous in history but they have never been criticized.

Keywords: Binte Shat'e, Al-Syeda Zainab, Karbala.

کتاب اور مصنف کا تعارف:

بنت شاطیؒ کا پورا نام عائشہ بنت عبدالرحمٰن ہے۔ آپ کا علمی نام بنتِ شاطئ ہے۔ مصر کی مشہور عالمہ، پروفیسر، مصنفہ، صحافیہ، ادیبہ اور شاعرہ ہیں۔ آپ کے دادا جامعہ الازہر کے پروفیسر تھے۔ آپ نے خود اعلیٰ تعلیم جامعہ الازہر سے حاصل کی اور عالم اسلام کی پہلی خاتون پروفیسر بنی، جنھوں نے جامعہ الازہر میں پڑھایا۔ اس کے علاوہ جامعہ القرویین میں بھی استاد رہیں۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے استاد امین الخولی کی بیوی بنیں اور آپ کے تحریرات میں قرآنیات کا اثر انہی سے آپ کو ملا۔ آپ نے کئی کتب تصنیف کیں جن میں زیادہ تر اہل بیت کے خواتین ہی آپ کے موضوعات ہیں مثلاً ام النبی، نساء النبی، بنات النبی وغیرہ۔ دیگر کتب میں اعداء البشر، تفسیر البیانی، اعجاز البیانی، ارض المعجزات، مع المصطفیٰ اور السیدہ زینب عقیلہ بنی ہاشم وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

مؤخر الذکر کتاب "السيده زينب عقيله بنی هاشم" میں آپ کی فن تاریخ، سیرت اور ادب میں مہارت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ نسخہ 181 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ادارہ دار الکتب العربی نے نومبر 1406ھ/1985ء میں بیروت سے شائع کیا ہے جب کہ پہلا ایڈیشن مارچ 1952ء میں ادارہ کتاب الہلال، بیروت-لبنان نے شائع کیا۔ ٹائٹل صفحے کے بعد انتساب کا صفحہ ہے (5تا7)۔ مؤلفہ بنت الشاطئ نے اس کتاب کا انتساب اپنے والد محترم "محمد علی عبدالرحمٰن" کے نام کیا ہے۔ اس کے بعد دو مقدمے ہیں (صفحہ 9تا11)۔ پہلے مقدمے میں بنت الشاطئ نے لکھا ہے کہ یہ ایک تاریخ یا قصہ نہیں بلکہ ایک ستم زدہ عورت کی تصویر ہے جو تاریخ اسلامی اور تاریخ شیعیت میں مذکور ایک اندوہناک واقعے سے پہچانی جاتی ہیں۔ جو اس وقت اپنے نام السیدہ زینب سے نہیں بلکہ بطلة کربلا (بہادر یا شہسوار عورتِ کربلا) کے نام سے معروف ہو گئیں۔ جس کا اصل کردار کربلا کے اندوہناک واقعے کے بعد شروع ہوتا ہے جب وہ بنی ھاشم کی قیدی عورت بنتی اور زین العابدین کی حفاظت کے لیے ڈھال بن جاتی ہیں۔

اس طرح مصنفہ نے اپنے منہج کے متعلق لکھا ہے کہ میرا کام ماقبل لوگوں سے مختلف ہے کیونکہ یہ کتاب نہ السیدہ زینبؓ کی سوانح حیات ہے اور نہ ہی ایک تاریخی قصہ ہے بلکہ میں نے تاریخ کے رنگوں سے ان کی تصویر اخذ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے بعد دوسرا مقدمہ کتاب کے دوسرے ایڈیشن کے وقت 6 فروری 1978ء میں لکھا گیا ہے جس میں انہوں نے پہلے ایڈیشن اور تراجم سیدات بیت النبوہ کا ذکر کیا ہے (ص 13تا15)۔

کتاب "السیدہ زینب" کا مربوط خلاصہ

کتاب چار ابواب اور ذیلی فصول پر مشتمل ہے۔ آخر میں فہرست ہے جو کتاب کے عنوانات پیش کرتی ہے۔

پہلا باب فی بیت النبوۃ کے نام سے ہے (17-73) جس کے تین ذیلی فصول ہیں۔ پہلی فصل "آباءواجداد" میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے خاندان اور پیدائش کا ذکر ہے کہ جس وقت آپؓ اپنے بھائیوں حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور محسن جو بچپن میں

فوت ہو گئے تھے، کی پیدائش کی خوشخبری ملی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی اور نام "زینب" رکھا۔ اور یہ نام رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت زینبؓ کی یاد میں رکھا جو آپ ﷺ کو بہت عزیز تھیں۔ اس کے بعد مؤلفہ نے بنت رسول اللہ ﷺ حضرت زینبؓ کے فضائل و واقعات اور اس کے شوہر ابو العاصؓ کے اسلام لانے اور وفات وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد آپؓ کی والدہ ماجدہ الزہراءؓ اور والد ماجد علیؓ بن ابی طالب کے بارے میں بیان ہے۔ اس کے بعد آپ کی نانی حضرت خدیجہؓ اور ان کے فضائل کا ذکر ہے۔ اس کے بعد آپؓ کے دادا حضرت ابو طالب کا ذکر ہے۔ پھر آپؓ کی دادی فاطمہ بنت اسد کا ذکر کیا گیا ہے جو اسلام لائی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کو بہت عزیز تھیں۔ بعد ازاں آپؓ کے جد اعلیٰ حضرت عبد المطلب اور ان کے فضائل کا ذکر کیا ہے۔ اور اس میں ابرہہ حاکم کا مختصر ذکر کر کے سورۃ الفیل کی کچھ آیات پیش کی ہیں اور اسی پر اس فصل کو ختم کیا ہے۔

دوسری فصل ظلال علی المهد (33-28) کے نام سے ہے جس میں بنت الشاطئ نے آپؓ کے بچپن کے واقعات کا ذکر کیا ہے۔ کہ آپؓ ہجرت کے چھٹے سال پیدا ہوئیں جس سال محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں نے عمرہ کا ارادہ کیا اور پھر صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا۔ پھر لکھتی ہیں کہ آپؓ کی ابتدائی زندگی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ تاریخ اس بارے میں خاموش ہے۔ واقعہ کربلا کے بعد آپؓ کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے بعد اس واقعے کے بارے میں پیش گوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس واقعے کی خبر حضور ﷺ کو پہلے ہی جبریلؑ نے دی تھی۔ اور ابن اثیر کے نقل کردہ روایت کو پیش کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی مٹی سانحہ کربلا کے وقت خون میں تبدیل ہو گئی جس کی پیش گوئی آپ ﷺ نے کی تھی۔ آخر میں ان کا علم سے شوق کا بیان ہے کہ اپنے باپ علیؓ سے تلاوت قرآن سنتی اور یاد کرتیں۔

تیسری فصل الصبا الحزین کے نام سے ہے (43-34)۔ اس میں حضرت زینبؓ پر غموں کے پہاڑ ٹوٹے جب آپ تقریباً پانچ سال کی عمر کی تھی۔ پہلے آپؓ کے نانا رسول اللہ ﷺ کی رحلت کا واقعہ پیش آیا اس کے تقریباً چھ ماہ بعد آپؓ کی والدہ ماجدہ الزہراء کی وفات ہوئی۔ پھر کہا گیا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے بعد علیؓ کے گھر میں دوسری ازواج تقریباً آٹھ بیبیاں آئیں اور ان سے حضرت علی کے بچے بھی پیدا ہوئے لیکن فاطمۃ الزہرا جیسی کوئی نہ تھی۔ اور پھر حضرت فاطمہ کا اپنی لخت جگر زینبؓ کو وصیّت کا بیان ہے کہ "میرے بعد اپنے بھائیوں کے ساتھ ماں جیسی بن کر رہ"۔ زینب نے اس وصیّت کو پلے باندھ لیا اور تقریباً دس سال تک اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ اپنے گھر میں بچپن کے شب و روز ذمہ داری کے ساتھ گزارے۔ اس کے بعد ام کلثومؓ کی نکاح کا بیان ہے کہ صغر سنی میں ان کا نکاح حضرت عمرؓ کے ساتھ ہوا بالکل اسی طرح جیسا کہ دس سال سے کم عمر میں حضرت عائشہ بنت ابی بکرؓ کا نکاح ہوا۔ اسی پر اس فصل کا اختتام ہوتا ہے۔

اس کے بعد دوسرا باب عقیلہ بنی ھاشم کے نام سے شروع ہوتا ہے (53-45)۔ جس میں حضرت زینب کے شوہر، اولاد اور گھر کے بارے میں تفصیل ہے۔ آغاز میں حضرت زینبؓ کی شادی اور ان کے شوہر عبد اللہ بن جعفرؓ کا تعارف ہے۔ اس کے بعد عبد اللہؓ کے

والدین حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اور حضرت اسماء بنت عمیسؓ کا تعارف و فضائل کا بیان ہے۔ پھر عبد اللہ بن جعفر کے فضائل کے بیان میں احادیث بھی ذکر ہیں اور ان کی مدح میں کہے گئے اشعار بھی پیش کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد کے پیرا گراف میں حضرت زینب اور عبد اللہ بن جعفر کی بابرکت جوڑی کے ثمرات بیان کرتے ہوئے ان کی اولاد کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ ان کے بطن سے عبد اللہ کے چار بیٹے علی، محمد، عون الاکبر اور عباس اور دو بیٹیاں جن میں ایک ام کلثوم تھیں کہ جن کے لیے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان نے اپنے بیٹے یزید کے لیے پیغام دیا تھا۔ لیکن عبد اللہ بن جعفرؓ نے انکار کیا۔ پھر حضرت زینبؓ کی جوانی کی زندگی بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اس بارے میں تاریخی کتابیں خاموش ہیں۔ اس کے بعد واقعہ کربلا کے بیان میں طبری کی روایت اور ابو ایوب انصاریؓ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ آپ نہایت خوبصورت تھیں حالانکہ اس وقت آپؓ کی عمر 55 سال تھی۔ اس کے بعد آپؓ کی فصاحت وبلاغت اور زور بیان کا ذکر ہے۔ آخر میں کہا گیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ جب آپ سے روایت کرتے تو یوں کہا کرتے: حدثني عقيلتنا زينب بنت علي اور اس طرح عقیلہ آپؓ کا باقاعدہ لقب بن گیا۔

اس کے بعد تیسرا باب بطلة كربلا کے نام سے ہے (128-55)۔ اس میں کربلا کے تفصیلی واقعات کا بیان ہے۔ چھ ذیلی فصول ہیں۔ پہلی فصل نذر العاصفة سے ابتدا ہوتی ہے جس میں خلافت کی منتقلی اور حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں فتنے اور شہادت عثمانؓ اور جنگ جمل و صفین کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور لکھا گیا ہے کہ اس وقت حضرت زینبؓ کی عمر 30 سال تھی اور اپنے شوہر اور بیٹوں کے ساتھ دار الخلافہ (کوفہ) میں تھی جب حضرت عائشہؓ جنگ جمل کی قیادت کر رہی تھیں۔ لیکن تاریخ میں یہ ذکر نہیں ملتا کہ زینبؓ نے اپنے والد کے ہمراہی میں جنگ میں شرکت کی ہو۔ پھر حضرت عائشہ کے جنگ جمل میں خطبات اور سامعین کے ساتھ بات چیت کا ذکر ہے اور پھر مولفہ نے حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کے میدان جنگ میں آمنے سامنے ہونے اور جنگ کے اختتام کا اشعار کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد ذکر ہے کہ ان کے والد نے پے در پے جنگوں کا سامنا کیا اور آخر جنگ نہروان سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ حضرت زینب پر پھر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا کہ ایک صبح حضرت علیؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور 22 رمضان المبارک 40ھ کو شہید ہو گئے۔ حضرت حسن حسین اور زینب کو سوگوار چھوڑ گئے۔ اس طرح زینب نے اپنے والد کو کھو دیا اور اس کے بھائی حسن کا وقت آیا۔ اس کے بعد حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہ کے مابین اختلافات اور حضرت حسن کو زہر دئے جانے کے واقعات کا تذکرہ ہے کہ اس طرح زینبؓ نے حضرت حسن کی وفات کا ایک اور صدمہ برداشت کیا، اسی پر فصل کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اگلی فصل الهجرة یا رحيل کے نام سے ہے (92-78)۔ اس میں ان واقعات کا تذکرہ ہے کہ کس طرح چھ سال بعد ہی حضرت معاویہؓ نے زبردستی اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لینی شروع کی۔ اور اس بیعت کے بعد چار سال زندہ رہے۔ اس کے بعد اس بات پر بحث کی گئی ہے کہ آیا ابو سفیان اور ہند کا پوتا اسلامی ریاست کی خلافت کا حقدار تھا یا حضرت خدیجہؓ اور رسول اللہ ﷺ کے نواسے کا؟۔ اس کے بعد ہند کا حضرت حمزہؓ کے قتل پر اپنے شوہر کو ابھارنا اور غزوہ احد میں حضرت حمزہؓ کی شہادت اور لاش کی بے حرمتی کا بیان ہے اور کہا ہے کہ یہ اسی ہند کا پوتا تھا۔ پھر

حضرت معاویہؓ کی وصیّت کا بیان ہے جو اپنے بیٹے یزید کو کی تھی۔ پھر ان واقعات کا ذکر ہے جو حضرت معاویہؓ کی وفات کے بعد یزید کے حضرت حسینؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ سے بیعت لینے کے، حسینؓ کا مکہ چلے جانے اور کوفہ کو مسلم بن عقیل بھیجنے، مسلم بن عقیل کی شہادت وغیرہ کے واقعات کا تذکرہ ہے۔ مولفہ لکھتی ہیں کہ ادھر مکہ میں حضرت حسینؓ مسلم کے خطوط پڑھ کر لوگوں سے بیعت لے رہے تھے اور اگلے خط کا انتظار کیے بغیر کوفہ کی طرف روانگی شروع کی اور وہاں مسلم بن عقیلؒ نے پیغام بھیجا کہ وہ کوفہ کے کذاب اور غدار لوگوں کی باتوں میں نہ آئیں لیکن حسینؓ انتظار کیے بغیر روانہ ہوئے۔ اسی پر اس فصل کا خاتمہ ہوتا ہے۔

اگلی فصل محاولہ واصرار کے نام سے ہے جس میں یہ تذکرہ ہے کہ مکہ میں حضرت حسینؓ کے خیر خواہوں نے انہیں جانے سے روکنے کی بھرپور کوشش کی کہ وہاں نہ جائیں۔ اہل حجاز کے سردار! اہل عراق غدار لوگ ہیں۔ لیکن حسینؓ نے جانے کا عزم کر لیا تھا۔ ان اصرار کرنے والوں میں حضرت زینبؓ کے شوہر عبداللہ بن جعفرؓ بھی شامل تھے انہوں نے ایک خط کے ذریعے جو طبری نے نقل کیا ہے انہیں وہاں جانے سے منع کیا۔ پھر بتایا گیا ہے کہ حضرت زینب بھی اپنے بھائی کے ہمراہ روانہ ہوئی اور اپنے شوہر کو حجاز میں چھوڑ دیا اور انہوں نے اس بات پر بحث کی ہے کہ زینب اور اس کے شوہر میں علیحدگی کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟ اور لکھا ہے کہ اگرچہ یہ بات بھی ثابت ہے کہ عبداللہ بن جعفرؓ حضرت حسینؓ کے ساتھ نہایت محبت کرتے تھے اور حسینؓ کے ساتھ بقول طبری ان کے دو بیٹے محمد، عون اور ایک روایت میں تین بیٹے محمد، عون اور عبید اللہ شہید ہو گئے تھے۔ اسی پر یہ فصل ختم ہوتا ہے۔

فصل "نحو علی وادی الموت" میں قافلے کی روانگی کا ذکر ہے جو مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوا، زینب بھی ہمراہ تھی راستے میں دو اعرابی ملے اور مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر دی اور وہاں جانے سے منع کیا حضرت حسینؓ بھی واپس ہونا چاہتے تھے لیکن آل عقیل نے ان کا بدلہ لینا چاہا اور واپسی سے انکار کیا۔ پھر راستے میں حضرت حسینؓ کے خطاب کا ذکر ہے جس میں انہوں نے لوگوں کو اختیار دیا کہ وہ جنگ میں شرکت کرنا نہ چاہیں تو واپس ہو جائیں۔ اس طرح صرف آپؓ کے خاندان اور حجاز کے ساتھی رہ گئے۔ اور مزید راستے میں ابن زیاد کی طرف سے بھیجے گئے سپہ سالار حر بن یزید کا اپنے دستے کے ساتھ حضرت حسین کے قافلے کو ملنا، ابن زیاد کا پیغام دینا، بات چیت کرنا، عمر بن سعد کا مزید لشکر کو لئے حر بن یزید کے ساتھ ملنا وغیرہ کا بیان ہے۔ پھر حضرت حسین کے قافلے اور پانی کے درمیان رکاوٹ پیدا کرنا، قافلے کا پیاس کی شدت سے دوچار ہونا، حسینؓ کا ان کو تین شرائط پیش کرنا: 1۔ حجاز کی طرف واپس جانے کی اجازت دی جائے۔ 2۔ یا یزید بن معاویہ کی طرف جانے دیا جائے۔ 3۔ یا سرحدوں کی طرف جانے دیا جائے۔ جہاں کسی کی عملداری نہیں۔، عمر بن سعد کا ان شرائط کو ابن زیاد کی طرف لکھ کر بھیجنا، اور ابن زیاد کا سخت الفاظ پر مبنی خط اور شمر ذی الجوشن کو بھیجنا اور اسی پر یہ فصل ختم ہوتا ہے (111)۔

باب کا آخری فصل بطلۃ کربلا کے نام سے شروع ہوتا ہے (128-112)۔ ابتدا میں حضرت زینبؓ اور حسینؓ کا عمر بن سعد کا اعلان جنگ سن کر آپس میں بات چیت، جنگ کا دوسرے روز تک مؤخر کرنا، حضرت حسینؓ کا اپنے ہمراہیوں سے خطاب، ساتھیوں کا واپسی

سے انکار اور آخر دم تک ساتھ نبھانے کا اقرار کرنا، حضرت زینبؓ کا رات کو ٹوٹے دل کے ساتھ فریاد کرنا، پھر حسینؓ کا زینب کو تسلّی دینا اور شہید ہونے پر نوحہ نہ کرنے کی وصیّت کرنا، پھر صبح ہونے پر دونوں لشکروں کا آمنے سامنے ہونا، ایک طرف عمر بن سعد کا چار ہزار اسلحہ سے لیس لشکر اور دوسری طرف 32 گھڑ سوار اور 40 افراد خاندان والے ساتھی، بچے اور عورتیں۔ حسینؓ کا اہل کوفہ کے لشکر کو خطاب کرنا ان کے کیے ہوئے وعدوں کو یاد کرنا، حر کا اپنے لشکر کو چھوڑ کر حسینؓ کے ساتھ آملنا اور کوفیوں کو ملامت کرنا، اس کے بعد علی اکبر بن حسین کی شہادت اور یکے بعد دیگرے تمام ساتھیوں کی شہادت اور آخر میں حضرت حسینؓ کا اکیلے رہ جانا پھر آخر کار ان کا شہادت سے سرفراز ہونا اور اس طرح سن 61ھ کو خون آلود میدان کربلا حضرت زینب کا اکیلے رہ جانا، تاریخ میں بطلۃ کربلا کے نام سے محفوظ ہونا کے واقعات کا تذکرہ ہے اور اس پر اس فصل کا اختتام ہوتا ہے۔

چوتھا اور آخری باب بعد المأساۃ کے نام سے ہے (169۔130)۔ جس میں اس اندوہناک واقعے کے بعد کے واقعات کا تذکرہ ہے۔ اس باب میں پانچ فصول ہیں۔ پہلا فصل موکب الاسری کے نام سے ہے (147۔131) جس میں لشکر کی بمع حضرت حسینؓ کے سر مبارک اور قیدیوں کی کوفہ کو واپسی کا ذکر ہے۔ اس کے بعد قیدیوں کی تفصیلات کا ذکر ہے جس میں بچے اور خواتین بمع حضرت زینب شامل تھیں۔ پھر ان معزز قیدیوں کا کوفہ پہنچنا، حضرت زینب کے خاندان کو کوفہ والوں سے پہنچنے والی مصیبتوں کا ذکر، کوفہ والوں کی شرمندگی، حضرت زینبؓ کا بے باکی سے ان کو ملامت کرنا، پھر حضرت زینب کا دربار ابن زیاد میں پیشی، عبیداللہ ابن زیاد کا گستاخانہ سوالات اور حضرت زینبؓ کا نہایت جرأت و بہادری کے ساتھ جوابات دینا، پھر اس قیدیوں کے قافلے کا بمعہ سر مبارک حسینؓ اور دوسرے ستر شہداء کے سروں کے دمشق کی طرف روانگی، یزید کے دربار میں حضرت زینبؓ کا جرأتمندی سے فصیح و بلیغ خطبہ دینا، یزید کی بیوی کا یزید کو ملامت کرنا، یزید کا علی بن حسینؓ کے ساتھ گستاخانہ بات چیت، علی بن حسینؓ کا بے باکانہ جوابات، پھر یزید کا شرمندگی کے باعث ابن زیاد پر لعن طعن اور قیدیوں کو بحفاظت مدینہ کی طرف بھیجنے کے واقعات مذکور ہیں۔ پھر فصل أوبة الرکب کے نام سے ہے (151۔148)۔ جس میں غمزدہ قافلے کا مدینہ پہنچنا، اہل مدینہ کا رو رو کر یتیموں اور عورتوں کے قافلے کا استقبال کرنا، جنت کے نوجوان "حسینؓ" کو یاد کر کے رونا، زینبؓ کے شوہر عبداللہ بن جعفرؓ کے غمزدہ ہونے کا ذکر، حضرت حسینؓ کی ازواج ام البنین بنت حزام، الرباب بنت امرء القیس کے غم وحزن کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد فصل الرحلة الاخیرہ کے نام سے ہے (155۔152)۔ اس میں بنوامیہ کا حضرت زینبؓ کو مدینہ میں رہائش سے روکنا، حضرت زینب کا مصر کی طرف چلے جانا اور وہاں آپؓ کا رحلت فرمانا کے واقعات کا تذکرہ ہے۔ پھر اس کے بعد فصل طالبة الثار کے نام سے ہے (161۔157)۔ جس میں ذکر ہے کہ حضرت زینبؓ حسینؓ کی شہادت کے بعد ڈھائی سال بقید حیات رہیں لیکن اس تھوڑے عرصے میں انہوں نے بنوامیہ کی حکومت کی بنیادیں ہلا دیں۔ اس کے بعد ان تمام بدبختوں کے عبرتناک انجام کا ذکر ہے جنہوں نے شہدائے کربلا کے ساتھ ظلم کیا تھا۔ حتیٰ کہ بنو امیہ کی حکومت کا تختہ الٹ گیا اور بنو عباس کی حکومت کا قیام ہوا اور مغرب میں فاطمی حکومت قائم ہو گئی۔

اس کے بعد اس باب کا آخری فصل الصدی الخالد کے نام سے ہے (169-162)۔ جس میں اہل کوفہ کی ندامت کا ذکر ہے کہ حضرت زینبؓ کی اپنے بھائی حسینؓ کے لیے کہے گئے مصرعے اور کوفہ والوں کو خطاب کی صدائے بازگشت ہمیشہ کے لیے کوفہ والوں کی ذہنوں میں محفوظ ہو گئی۔ "کہ اب تم کیوں روتے ہو؟ بخدا تم زیادہ رؤو گے اور کم ہنسو گے کیونکہ تم لوگوں نے نوجوانانِ جنت کے سردار کو قتل کیا ہے"۔ اور لکھا گیا ہے کہ حضرت حسینؓ کے قاتلوں کا انجام بہت برا ہوا اور باقی کوفہ والے جانثار بن گئے اور انہیں حضرت زینبؓ کے خطبوں کی بدولت آل علی کے ساتھ زیادتیوں پر انتہائی ندامت ہوئی اور توابین کی ایک لشکر تیار ہوئی جنہوں نے حضرت حسینؓ کی خون کا انتقام لینے کا عزم کر لیا۔ اس کے بعد عراقیوں کے افسوس وندامت بھرے مصرعوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

کتاب: السیدہ زینب میں وارد منتخب روایات کا تنقیدی جائزہ

مصنفہ نے "فی ظلال المهند" کے نام سے عنوان لکھا ہے جس میں خاندانِ نبوت کے احوال بیان کئے ہیں یہاں تک کہ واقعہ کربلا کا ظہور ہوا اور مصنفہ نے یہ روایت ابن الاثیر کے حوالے سے نقل کیا ہے: وروي أن النبي ﷺ، أعطى أم سلمة تراباً من تربة الحسين حمله إليه جبرائيل، فقال النبي ﷺ، لأم سلمة: إذا صار هذا التراب دماً فقد قتل الحسين. فحفظت أم سلمة ذلك التراب في قارورة عندها، فلما قتل الحسين صار التراب دماً، فأعلمت الناس بقتله أيضاً۔ [1] "کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زوجہ ام سلمہ کو کچھ مٹی دی تھی (جسے اس نے ایک شیشے میں رکھا تھا) اور فرمایا تھا کہ جب حسینؓ کو قتل کیا جائے گا تو یہ مٹی خون آلود بن جائے گی اور جب ایسا ہی ہوا تو ام سلمہ نے لوگوں کو قتلِ حسین کی خبر دی"۔

اس روایت پر تبصرہ: مصنفہ ایک طرف تو یہ دعویٰ کرتی ہیں کہ اس کتاب میں صحیح تاریخی روایات بیان کی گئی ہیں تو دوسری طرف اس روایت کا حال یہ ہے کہ ابن الاثیر اس کو وروی کے الفاظ سے نقل کرتا ہے یعنی وہ بھی کہتا ہے کہ روایت کیا گیا ہے۔ اب یہ پتہ نہیں کہ کس نے روایت کیا ہے؟ یہ ایک مجہول راوی کی روایت ہے اور اس کے جھوٹا ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس روایت کو تاریخی کی کسی ایک کتاب نے بھی نقل نہیں کیا ہے۔ یہ بھی بڑی حیرت کی بات ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا تو نبی کریم ﷺ کی ایک ایک حدیث امت کو بیان کرتی ہیں لیکن اتنی اہم بات کے حوالے سے کبھی کسی بھی راوی کو بیان نہیں کرتی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشن گوئی کوئی معمولی بات نہیں تھی کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس کو چھپائے اور جب شہادت ہو جاتی ہے تو پھر حدیث کی کسی کتاب میں اس روایت کو ہونا چاہیے تھا نہ کہ تاریخ کی کتاب میں اور تاریخ کی کتاب میں ہے بھی تو مجہول۔

مصنفہ نے جعفر بن ابی طالب کے بارے میں ایک حدیث نقل کی ہے: لوگ علیحدہ علیحدہ درختوں سے ہیں لیکن میں اور جعفر ایک ہی درخت سے ہیں [2] لیکن مصنفہ نے غلطی کی ہے کیونکہ یہ روایت جعفر بن ابی طالب کے متعلق نہیں بلکہ علیؓ کے متعلق ہے۔

مصنفہ نے اپنی کتاب کے ص 78 پر عنوان "الھجرۃ" باندھا ہے جس میں مصنفہ نے قریش اور بنو امیہ کا ایک موازنہ پیش کیا ہے اور پھر تفصیل کے ساتھ "ہند" کے حالات لکھے ہیں جن کے والد اور بھائی غزوہ بدر میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں قتل ہوئے اور پھر غزوہ

احد میں اس نے اپنا بدلہ لیا اور حضرت حمزہ کو نہ صرف شہید کروایا بلکہ مثلہ بھی کروایا۔ یہی ہند یزید کی دادی تھی جبکہ حضرت حسین کی نانی خدیجۃ الکبری تھیں۔ دونوں نواسوں کو موروثی طور پر بہت کچھ ملا تھا۔ امیر معاویہؓ نے اپنے ولی عہد بیٹے یزید کو جو نصیحت کی تھیں ان میں ایک یہ بھی تھا کہ قریش میں سے تین اشخاص (حضرت حسین بن علیؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ) پر نظر رکھنا جو کہ تیرے لئے خطرہ ہو سکتے ہیں۔

اس روایت پر تبصرہ:

عنوان الھجرۃ کے نام سے مصنفہ نے بنوامیہ پر اپنے دل کا خوب بڑاس نکالا ہے اور اپنے عناد و ہٹ دھرمی کی آڑ میں انصاف کا ترازو توڑ دیا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مثلہ کا ذمہ دار حضرت ہند رضی اللہ عنہا کو قرار دیا ہے اور ساتھ میں یزید کے فعل کی وجہ سے اس کی حضرت ہند رضی اللہ عنہا کی کردار کشی کی ہے۔ مصنفہ نے غزوہ احد سے متعلق یہ روایت تاریخ طبری سے نقل کی ہے: قال أبو جعفر وكان الذي هاج غزوة أحد بين رسول الله صلى الله عليه و سلم ومشركي قريش وقعة بدر وقتل من قتل ببدر من أشراف قريش ورؤسائهم فحدثنا ابن حميد قال حدثنا سلمة عن مُحَّد بن إسحاق قال وحدثني مُحَّد بن مسلم بن عبيدالله بن شهاب الزهري ومُحَّد بن يحيى بن حبان وعاصم بن عمر بن قتادة والحصين بن عبدالرحمن بن عمرو بن سعد بن معاذ وغيرهم من علمائنا كلهم قد حدث ببعض هذا الحديث عن يوم أحد۔۔۔۔۔۔[3]

اس روایت سے متعلق عجیب بات یہ ہے کہ اس روایت کو ابن اسحاق کے علاوہ کوئی اور روایت نہیں کرتا اور یہ کہ اس طرح کی روایت جنگ میں شریک کسی ایک بھی فرد سے منقول نہیں ہے نہ مسلمانوں میں سے اور نہ ہی کافروں میں سے۔ اس روایت میں اُن تمام عورتوں کے نام مذکور ہیں جو اس جنگ میں شریک ہوئیں تھیں لیکن کسی نے بھی یہ نہیں بتایا کہ حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ کیا تھا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ صحیح بخاری میں حضرت حبشی رضی اللہ عنہ کا واقعہ مذکور ہے کہ جب وہ ایمان لائے تھے تو نبی کریم ﷺ کو سارا واقعہ بیان کرتے ہیں لیکن اس میں یہ ذکر ہی نہیں کرتا کہ مجھے حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا بلکہ اپنے آقا جبیر بن مطعم کا نام لیتے ہیں۔ اس روایت کی مزید تفصیل دیکھنے کے لئے ملاحظہ کیجئے ڈاکٹر عرفان اللہ کا مقالہ بعنوان: "حضرت ہند رضی اللہ عنہا سے متعلق تاریخی روایات کا تحقیقی جائزہ" جو کہ ششماہی مجلہ **راحۃ القلوب** کے جلد 3 شمارہ 1، جون 2019 میں صفحہ 128 تا 134 پبلش ہوا ہے۔

جہاں تک بات ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے یزید کو وصیت کرنے کا جیسا کہ مصنفہ نے لکھا ہے "کہ تین اشخاص (حضرت حسین بن علیؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ) پر نظر رکھنا جو کہ تیرے لئے خطرہ ہو سکتے ہیں"۔ یہ بھی تاریخ طبری ہی کی روایت ہے جو کہ کچھ یوں ہے: وكان عهده الذي عهد ما ذكر هشام بن مُحَّد عن أبي مخنف قال حدثني عبدالملك بن نوفل بن مساحق بن عبدالله بن مخرمة أن معاوية لما مرض مرضته التي هلك فيها دعا يزيد ابنه فقال يا بني إني قد كفيتك الرحلة والترحال ووطأت لك الأشياء وذللت لك الأعداء وأخضعت لك أعناق العرب وجمعت لك من جمع

واحد وإني لا أتخوف أن ينازعك هذا الأمر الذي استتب لك إلا أربعة نفر من قريش الحسين بن علي وعبدالله بن عمر وعبدالله بن الزبير۔۔۔۔۔[4]

اس روایت کی سند کو دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ اس راوایت کو بیان کرنے والے پہلے دو راوی ھشام بن محمد اور ابو مخنف بدنام زمانہ جھوٹے راوی ہیں۔ ہشام بن محمد سائب کلبی جھوٹے راوی کے بیٹے ہیں۔ دار قطنی کہتے ہیں کہ ہشام متروک الحدیث ہے اور ابن عساکر کہتے ہیں کہ یہ رافضی غیر ثقہ ہے۔[5]۔ اور ابو مخنف کو یحی بن معین نے غیر ثقہ جب کہ ابو حاتم نے متروک الحدیث اور دار قطنی نے اخباری ضعیف کہا ہے۔[6]

یہ بات بھی بعید از عقل ہے کہ ایک بلند مرتبہ صحابہ اور خلیفۃ المسلمین دوسرے جلیل القدر صحابہ کے بارے میں اس طرح کے الفاظ استعمال کرے۔ مصنفہ نے من گھڑت تاریخی روایات کو بنیاد بنا کر فرقہ واریت کو تقویت دی ہے۔ ضروری تھا کہ وہ تمام روایات کی چھان بین کرتی پھر کہی جا کر صحابہ کرام جیسی پاک ہستیوں پر کیچڑ اچھالتی۔

کتاب: السیدہ زینب کے امتیازات وخصائص

خلاصہ بحث:

بنتِ شاطئ ایک عالمہ فاضلہ، ادیبہ، شاعرہ اور مانی ہوئی مصنفہ ہیں۔ اپنے وقت کے مشہور جامعات جیسے جامعہ الازہر اور جامعہ القرویین میں پروفیسر رہیں۔ آپ کے اکثر موضوعات اہلِ بیت کے خواتین ہیں۔ زیرِ نظر کتاب بھی اہلِ بیت کی ایک بہادر خاتون السیدہ زینب بنت علیؓ کے متعلق ہے۔ ان کی پیدائش نبی کریم ﷺ کے زمانے ہی میں ہوئیں اور واقعہ کربلا میں آپ اپنے بھائی حضرت حسین بن علیؓ کی مدد کے لئے بنفس نفیس موجود تھیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی ان کی مدد کے لئے پیش کیا۔ اس کتاب میں مصنفہ نے نہ صرف واقعہ کربلا کو بیان کیا ہے بلکہ اس کے پسِ منظر میں ہونے والے تمام واقعات بھی بیان کئے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر موضوعات جو اس واقعے سے بلواسطہ یا بلا واسطہ متعلق ہیں، مصنفہ نے بیان کیں ہیں اور جگہ جگہ اپنی رائے بھی پیش کی ہے۔ یہ کتاب ایک طرف واقعہ کربلا بیان کرتا ہے تو دوسری طرف حضرت زینب کا کردار اور ان کی بہادری بھی ظاہر کرتی ہیں کہ بنو ہاشم کی اس شہزادی نے کس جرأت سے اس کا مقابلہ کیا۔ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک اور پھر کوفہ تک کا سفر اور ان کی تکالیف وصعوبتیں آپ نے اپنے خاندان سمیت برداشت کر کے ایک بہادر اور جرأت مند خاتون ہونے کا ثبوت دیا۔ مصنفہ اس کتاب میں قرآن وحدیث کے علاوہ سیرت نگاروں کے اقوال، تاریخ دانوں کے اقوال اور ان کی رائے اور مستشرقین کی آراء بھی پیش کرتی ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ایک عالمہ اور فاضلہ خاتون ہیں۔ بحیثیت ادیبہ اور شاعرہ مصنفہ نے مختلف شعراء کے اشعار جگہ جگہ بیان کئے ہیں۔ اس کتاب کا ہر عنوان اور اس کے الفاظ مصنفہ نے ایک نئے انداز میں بیان کی ہیں۔

حواشی وحوالہ جات:

[1]۔بنت شاطئی، السیدہ زینب، ص29؛پوری روایت کے لئے دیکھئے:ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ج3، ص196

[2]۔بنت شاطئی، السیدہ زینب، ص47؛ یہ روایت علیؓ کے متعلق ہے نہ کہ جعفر بن ابی طالب کے بارے میں۔مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: المستدرک للحاکم، ج2، ص263، رقم:2949؛ معجم الاوسط للطبرانی، ج4، ص263، رقم:4150

[3]: طبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، دار الکتب العلمیہ۔بیروت، 1407ھ، ج2، ص58۔

[4]: طبری، تاریخ الامم والملوک ج3، ص260۔

[5]: ابو عبداللہ الذہبی، محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ، بدون تاریخ، ج19، ص83، ترجمہ نمبر3۔

[6]: ایضاً۔ج13، ص342، ترجمہ نمبر94۔